قدیم عربی شاعری میں ساقی گری کا تصور اور اس کا ارتقاء

ڈاکٹر طاہرہ سکندر☆

Abstract

The concept of Saqi (Bar tender) is a famous concept of the classical and modern poetry. It came in the classical Arabic poetry from outside of Arabia. In the ancient times the Arabic poet, who mentions the wine in his poetry, usely drinks the wine lonely. Then he started drinking with his wife and his slave girl or beloved. After sometime a change came into the poetry and the poet started mentioning the slave girls or female musician in his poetry and in the 2nd century of Hijra, the Arabic society as well as the Arabic poetry started taking influence from the outside of the Arabia. In the Era of the Abbasids, the concept of Saqi, (Bar tender) in the Arabic poetry, has been changed. Similarly the mystical poetry has a totally different concenpt of Saqi.

دورِ قدیم کی عربی شاعری میں غزل، فخر وحماسہ، مدح، مرثیہ، ہجو، وصف، حکمت وفلسفہ یا منظر کشی جیسے متعدد موضوعات کے ساتھ ساتھ شراب اور اس کا پیا پلانا بھی عرب شعراء کا پسندیدہ ترین موضوع تھا۔ ایسی نظموں کو جن میں شراب کی تعریف کی گئی ہو، ''خمریہ'' کہا جاتا ہے۔ ایک اسلوب نگارش کی حیثیت سے خمریہ نسبتاً مختصر منظومہ ہے جس میں شاعر کو ساقی، ساغر، مینا، جام، خم، سبو، میکدہ، شاخِ تاک، مے فروش، محتسب، توبہ شکنی، محفل شراب اور مدہوشی وغیرہ کا ذکر کرنا ہوتا ہے۔

☆ایسوی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، کوئنز روڈ، لاہور

ساقی (Bar tender) کا مادہ ''سقی'' ہے، جس کے معنی ''پینے اور پلانے'' کے ہیں۔ عربی محاورے ''سقاہ اللہ الغیث'' (اللہ تعالیٰ اسے بارش پلائے) کا بھی یہی مفہوم ہے (۱) جبکہ ''سقایہ'' کے معنی اس برتن کے ہیں جس میں پانی پیا جاتا ہے... حضرت یوسفؑ کے قصے میں اسی قسم کے سقایہ کا ذکر آتا ہے۔ (۲) اس مادے کا استعمال شراب پلانے کے مفہوم میں بھی ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَاَمَّا اَحدکُما فَیَسْقِیْ رَبَّہ خَمْرا (۳) تم میں سے ایک اپنے مالک کو شراب پلائے گا۔

اس طرح ''ساقی'' کے معنی شراب پلانے والے شخص کے ہیں۔ جیسا کہ اوپر قرآن حکیم کی آیت میں ذکر ہوا۔

تاہم عربوں کے ہاں ''شراب'' پینے کا تصور تو قدیم زمانے سے چلا آتا ہے اور اس کا ذکر مختلف شعرا نے اپنی شاعری میں کیا ہے، مگر شراب پلانے والے یعنی ''ساقی'' اور ساقی گری کا ذکر بہت بعد کے زمانے میں پیدا ہوا۔

۱۔ قدیم عربی شاعری میں بادہ نوشی کا ذکر

تاریخ نگاروں کے مطابق قدیم عربی شاعری، ان کی ذاتی اور معاشرتی زندگی کی مکمل طور پر عکاسی کرتی ہے اور اس میں کسی تصنع اور بناوٹ کے بغیر ان کی ذاتی زندگی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ جاہلی دور کا شاعر جو کچھ سوچتا، جو کچھ دیکھتا، جو کچھ اس پر یا اس کے ساتھ بیتتا وہ اُسے بلاکم وکاست بیان کر دیتا۔ چنانچہ قدیم عربی میں بادہ نوشی کا بھی یہی حال تھا۔ جزیرۂ عرب کے لوگ انتہائی سادہ انداز میں بادہ نوشی کرتے تھے۔ وہ مٹی کے پرانے برتنوں میں شراب کشید کرتے اور شراب میں پانی ملا کر اس کی تلخی کو کم کرتے اور مٹی کے سادہ پیالوں میں اُسے پیتے تھے، اس وقت کسی ساقی یا ساقی گری کا کوئی تصور نہ تھا۔

شراب نوشی کے دوران شاعر پر اگر نشہ چڑھ جاتا، تو وہ اس کا ذکر مزے لے کر کرتا، اس پر وجد کرتا اور اپنے اشعار میں اس پر اظہار فخر کرتا تھا۔

اپنی مدہوشی سے خود بھی محظوظ ہوتا اور دوسروں کو محظوظ کرتا۔ مثال کے طور پر معروف

جاہلی شاعرلبید بن ربیعہ کہتا ہے:

بل انت لاتدرین کم من لیلة　　　طلق لـزیذ لـهوها ونـدامها

قدبت سامر ها وغایة تاجر　　　وافیت اذ رفعت وعزّ مدامها(۴)

(بلکہ تو ہی (اے میری محبوبہ) نہیں جانتی کہ میری کتنی راتیں کھیل کود اورشراب نوشی میں پرلطف رہی ہیں، اورمیں نے وہاں رات اس حال میں بسر کی کہ میں رات بھرقصہ گو رہا اور کتنے ہی تاجروں کے جھنڈے ایسے ہیں کہ جب وہ بلند کیے گئے اورشراب گراں ہوگئی، تومیں پوری قیمت پرشراب پینے وہاں جاپہنچا)

اسی طرح کے خیالات وافکار کااظہارمعروف شاعرعنترہ بن شدادبھی کرتا ہے۔ وہ اپنے قصیدہ میں کہتا ہے:

ولقد شربت من المدامة بعدما　　　رکدالھواجر بالمشوف المعلم

بزجاجة صفـراء ذات اسـرة　　　قرنت باظہر فـی الشمال مفـدم

فاذا شربت فاننی مستهلک　　　مالی وعرضی وافرلم یکلم (۵)

(اور میں نے دوپہر کی گرمی کے جم جانے کے بعد، شفاف دینار کےعوض شراب پی، (یہ شراب) میں نے زردرنگ کے شیشے کی صراحی میں پی،جس کے منہ پرصافی بندھی تھی اوروہ بائیں ہاتھ میں تھی۔ جب میں شراب پی لیتا ہوں تو میں اپنے مال کوخوب لٹاتا ہوں اورمیری آبرو صاف اورشفاف ہوتی ہے،جس پرکوئی زونہیں پڑتی)

عمروبن کلثوم کاشمارمشہور جاہلی شعرا میں ہوتا ہے۔ اس نے بادہ نوازی اورشراب نوشی پرخوب شاعری کی ہے، اورپہلی مرتبہ ساقی اورساقی گری کاتصورپیش کیا۔کہتا ہے:

الاھبی بصحنک فاصبحینا　　　ولاتبقی خمور الاندرینا

مشعشة کانّ الـحص فیها　　　اذا مالماء خالطها سخینا

تجور بذی اللبانة عن هواه　　　اذا مـاذا قهـا حتی یـلینـا (۶)

(اے محبوبہ)...توبیدار ہواوراپنے بڑے پیالہ سے ہمیں شراب پلا اور مقام اندرین کی شرابیں

(غیر کے لیے) باقی نہ چھوڑ۔ پانی ملی ہوئی (شراب پلا) جب اس میں گرم پانی ملے تو گویا اس میں ''زعفران'' معلوم ہوتا ہے۔ جو صاحب حاجت کو اس کی دلی تمنا سے غافل کرے جب وہ اسے (ذرا) چکھ لے۔حتی کہ وہ نرم پڑ جائے... اور بخل کی سختی اس سے یکسر دور ہو جائے)

دراصل ہوا یہ تھا کہ شاعر تنہا یا اپنے دوستوں کے ساتھ شراب پیتے پیتے تھک گیا تھا، لہذا اس نے گھر کے اندر شراب نوشی شروع کر دی اس موقع پر اس کی بیوی، خادمہ یا اس کی محبوبہ اس کو شراب پلاتی تھی۔ اس طرح عہد قدیم میں ''شراب نوشی'' کے ساتھ ''ساقی'' گری کا تصور بھی پیدا ہوا۔

تاہم ابتداً یہ تصور محض چاردیواری تک محدود تھا، مطلب یہ ہے کہ شاعر کی بیوی، خادمہ یا اس کی محبوبہ ساقی گری کرتی تھی۔ ایک اور جاہلی شاعر، عوف بن عطیہ اپنے عشق ومحبت کی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

کانی اصطبحت عقاریة　　تصعد بالمرء صرفاً عقاراً

سلافة صهباء ماذیة　　یفض المسابی عنها الجرارا (۷)

(گویا میں نے صبح کی شراب کا پیالہ پیا، خالص صاف پیالے، نرم، سفید رنگ والی، حلق سے آسانی سے اترنے والی، کہ خریدی ہوئی شراب کے مٹکے سے مٹی جھاڑی ہوئی ہو)

اور غالباً ابتداء میں شرفا نے یہ انداز اختیار کیا تھا کہ وہ شراب اپنی بیوی یا محبوبہ کے ہاتھوں سے پیا پسند کرتے تھے۔ چنانچہ ایک اور شاعر بشامہ بن حزن یا بشامہ بن جزء اپنے قصیدے میں کہتا ہے:

انا محیوک یاسلمی فحیینا　　واذا سقیت کرام الناس فاسقینا (۸)

(اے سلمی ہم تجھے زندہ رہنے کی دعا دیتے ہیں، لہذا تو بھی ہمیں ایسی ہی دعا دے اور جب تو شرفا کو شراب پلائے تو ہمیں بھی شراب پلانا)

مطلب یہ ہے کہ شرفا گلیوں، بازاروں اور عام مجالس ومحافل میں شراب پینے اور برسرعام مدہوش ومست ہونے کی بجائے، اپنے گھر میں، محفل ناؤنوش برپا کرنا مناسب خیال کرتے تھے۔ ان شعرا کے علاوہ عوف بن عطیہ کے معاشقوں کی یادوں پر مبنی منظومے، متمم بن نویرہ

کے جانوروں کے حالات پر مبنی منظومے، ربیعہ بن مقرون کے فخریہ انداز کے کلام اور عبدالمسیح بن عسلہ کی ایک نظم میں تفاخر اور ہجویہ انداز میں بادہ پرستی پر قابل ذکر مواد مل جاتا ہے۔(۹)

۲۔ساقی گری کا دوسرا دور

اس طرح قدیم عربوں کے ہاں شراب نوشی کے ساتھ ''ساقی گری'' کے ابتدائی دور میں شاعر ''ساقی'' کی بجائے ''ساقیہ'' سے شراب پینا پسند کرتا تھا۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ اس تصور میں تبدیلی رونما ہوتی رہی۔

جزیرہ نمائے عرب کے چاروں طرف ایسی اقوام آباد تھیں، جن کا تمدن برسوں قدیم تھا اور ان کے ہاں شراب نوشی تمام قباحتوں اور تمام لوازمات کے ساتھ موجود تھی، ان معاشروں میں خصوصاً عرب کی ''حیرہ'' نامی مملکت کا ذکر کیا جاسکتا ہے، جس نے عربی شاعری میں خمر یا خمریات کی روایت کو بے حد متاثر کیا۔

حیرہ یا الحیر لخمی بادشاہوں کا دارالسلطنت تھا، جوکونے سے مغرب کی طرف تین میل کے فاصلے پر صحرا کے نزدیک واقع تھا۔ اس کے لغوی معنی ''کیمپ'' یا ''چھاؤنی'' کے ہیں لیکن اسم معرفہ کی صورت میں تبدیل ہوکر اس کا اطلاق لخمی سرداروں کے (جو ایرانی سیادت میں تھے) اس مستقل کیمپ پر ہونے لگا جو بعد میں بتدریج ایک شہر بن گیا۔ عربوں کی روایت کے مطابق حیرہ کی بنیاد بخت نصر کے عہد میں پڑی تھی، مگر اس کا صحیح طور پر تعین نہیں کیا جاسکتا(۱۰)، اب کتبوں میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ یہ علاقہ اناج کی پیداوار اور کھجور کے باغات کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ یہاں کے باشندوں میں کچھ عیسائی بھی تھے، جونسطوری کلیسا کے پیرو تھے، ان میں حیرہ کے شاعر عدی بن زید کا خاندان بھی شامل تھا۔ خود لخمی بادشاہوں نے بھی بالآخر عیسائی مذہب اختیار کرلیا تھا اور بادشاہ عمرو بن ہند (جو ۵۵۰ء کے بعد وہاں کا حکمران رہا) کی ماں ہند نے شہر کے اندر دیر (خانقاہ) کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ شہر تمدن کے ایک خاص معیار کو پہنچ گیا تھا، اور بادشاہوں کے دربار میں شعراجمع رہتے تھے۔ نعمان سوم (۶۰۲ء) کی موت کے بعد ایرانی بادشاہوں نے اپنی بے تدبیری سے لخمی باجگذار سرداروں کا نظام ختم کرکے وہاں ایرانی حکام (گورنروں) کو مقرر کیا اور عرب سرداروں کو ان

کا ماتحت بنا دیا۔ ۹ھ/۶۳۲ء میں خالد بن ولیدؓ نے نبی اکرم ﷺ کے حکم پر اسے فتح کر کے اسلامی قلم رو میں شامل کرلیا۔(۱۱)

یہ علاقہ چونکہ ایران کے قریب تھا، اس لیے اس علاقے نے غیر عربی یا عجمی اثرات بہت عرصہ قبل قبول کر لیے تھے۔ یہاں کے شعرا میں امرؤ القیس، مرحش الاصغر، اسود بن یعفور، طرفہ اور عبدہ کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔

ان شعرا کے ہاں ہمیں شراب نوشی کی روایت کے ساتھ ''ساقی'' گری کی روایت بھی ارتقائی شکل میں نظر آتی ہے۔ مثال کے طور پر عبدہ بن الطیب اپنے طویل قصیدے میں، جہاں اس نے شراب کی تعریف پر پندرہ اشعار کہے ہیں، بادہ نوشی کے موقع پر گانے والی مغنیہ کا ذکر دلچسپ پیرائے میں کرتے ہوئے کہتا ہے:

صرفاً مزاجاً واحیاناً یعللنا شعر کمذھبة السمان محمول

تذری حواشیہ جیداء فی صوتھا لسماع الشرف ترتیل

تغدو علینا تلھینا و نصفدھا نلقی البرود علیھا والسراویل (۱۲)

(یعنی ہم یہ شراب عمدہ خوشبو کی بنا پر خالص انداز میں پیتے ہیں، مگر اس میں نرمی پیدا کرنے کے لیے پانی کی آمیزش ہوتی ہے۔ کبھی کبھار مغنیہ کی آواز ہمیں خوب مزہ دیتی ہے، جو سنہری کڑھائی کی طرح خوبصورت ہے، وہ اپنے گانے (کی آواز) کناروں کو اونچا (یا نیچا) کرتی ہے، لمبی گردن والی خوشگوار آواز والی ہے، اس کی آواز میں شراب پینے والوں کے لیے ٹھہراؤ ہے، وہ صبح سویرے ہمارے پاس آتی ہے۔ ہمیں خوش کرتی ہے اور ہم اسے چادریں اور کپڑے دیتے ہیں)

دراصل یہ حیرہ کی روایت تھی، جہاں لوگ اکا دکا طریقے سے شراب پینے کے بجائے، اجتماعی محفلوں میں شراب پیتے تھے اور اپنی محفل کا مزہ دوبالا کرنے کے لیے مغنیات کی خدمات حاصل کرتے تھے، جو انہیں طربیہ اشعار سنا سنا کر خوش کرتی تھیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ''محفل طرب'' کی یہ روایت عہد نبوی میں مدینہ منورہ تک آ پہنچی تھی، جس کا ذکر نبی اکرمؐ کی مستند احادیث مبارکہ میں ملتا ہے، جسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم سمیت کئی محدثین نے روایت کیا ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ مجھے غزوۂ بدر میں مالِ غنیمت میں سے ایک اونٹنی کا حصہ ملا تھا، کہ نبی اکرمؐ نے مجھے مزید ایک اونٹنی اپنے پاس سے بھی عطا فرمائی تھی۔ ایک دن میں نے ان کو ایک انصاری کے دروازے کے سامنے بٹھادیا، میرا ارادہ تھا کہ میں ان پر اذخر (گھاس) لادکرلاؤں اور اسے (بازار میں) فروخت کروں۔ میرے ساتھ بنوقینقاع کا ایک زرگر بھی تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اس کے ذریعے حضرت فاطمہؓ سے اپنے شادی کا ولیمہ تیار کروں۔ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب اسی مکان میں شراب پی رہے تھے، (ان دنوں ابھی شراب کی حرمت نہیں ہوئی تھی) ان کے پاس ایک مغنیہ (گانے والی باندی) بھی تھی، اس نے کہا:

الا یاحمز للشرف النوء

(سنو اے حمزہ پلی ہوئی اونٹنی کا گوشت)، اس پر حضرت حمزہؓ تلوار لے کر ان دونوں اونٹنیوں پر حملہ آور ہوگئے، ان کی کوہانیں اوران کی ٹانگیں کاٹ دیں اور پھر ان کا جگر نکال لیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے مجھے خوف زدہ کردیا۔ میں نبی کریمؐ کے پاس آیا، اس وقت آپؐ کے پاس زیدؓ بن حارثہ بھی موجود تھے۔ میں نے آپؐ کو یہ واقعہ سنایا، آپؐ وہاں سے چلے، تو زیدؓ بن حارثہ بھی آپؐ کے ساتھ ہولیے۔ میں بھی آپؐ کے ساتھ چلا آیا۔ آپؐ حضرت حمزہؓ کے پاس گئے اوران پر غصے کا اظہار کیا، حضرت حمزہؓ نے اپنی نگاہ اوپر اٹھائی اور کہا ''تم لوگ تو صرف میرے باپ دادا کے غلام ہو''۔ نبی کریمؐ الٹے قدموں وہاں سے چلے اور مکان سے باہر نکل آئے۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے قبل کا ہے۔ (۱۴)

اس طرح شراب کے ساتھ اورکئی قباحتیں جنم لے رہی تھیں اوراس نوع کی محفلیں لوگوں میں لہوولعب کے جذبات پیدا کرنے کا ذریعہ بن رہی تھیں۔ اسی لیے اسلام کوخمر (شراب) کی حرمت کا اعلان کرنا پڑا۔

بہر حال حیرہ سے شروع ہونے والی، عربی شاعری میں معلیات کی روایت وقت کے ساتھ روز افزوں رہی، اوراسلام کی طرف سے شراب کی حرمت کے واضح اعلان کے باوجود رمزوکنایہ کے طورپر عربوں کی شاعری میں یہ روایت بدستور باقی رہی۔

نامور مستشرق جے ای بن شیخ کے مطابق، ان مغنیات میں آہستہ آہستہ مختلف اوصاف وخصوصیات تلاش کی جاتی تھیں، ان میں مذکر بھی شامل تھے اور مؤنث بھی۔ مؤنث مغنیات میں قینہ (گانے والی باندی) ساقیہ، مغنیہ، سمحہ، دہقانہ اورخمارہ قابل ذکر ہیں جبکہ مغنیوں میں غلام، ساقی، مغنی، ندیم، دہقان اورخمار کے اوصاف وخصوصیات شامل ہیں۔ (۱۴)
اس طرح مغنیہ یا قیان سے شروع ہونے والی یہ روایت کسی حد تک قدیم ایران اور روما کی ''ساقی'' کی روایت کے کافی حد تک قریب جا پہنچی۔

عہد خلفائے راشدین میں شراب کی محفلیں ختم ہوگئیں، البتہ بنوامیہ کے دور میں مختلف درزوں اورسوراخوں سے دوبارہ یہ رونقیں عود کرنے لگیں، جس کی وجہ یہ تھی کہ دمشق کے علاقے میں شراب نوشی اوراس کی محافل کی روایت کافی قدیم تھی، اسی لیے ہمیں اس دور کے شعرا کے کلام میں اس جھلک نظر آتی ہے۔

اسلام کی پہلی صدی میں بادہ پرستی کے دونظریات (حجازی نظریہ اورعراقی نظریہ) سامنے آتے ہیں۔ بادہ پرستی کا حجازی فلسفہ ابن سیحان نے نہایت عمدگی سے پیش کیا۔ اس کی شاعری کے بعض اجزاء خصوصاً مرثیے اور بادہ پرستی پرمبنی اشعار اہمیت کے حامل ہیں۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کوبھی اس فلسفہ کے پیش روکا مرتبہ حاصل ہے۔ ان کے ہاں مقامی رجحان اور ''حیرہ'' کے شاہی دربار کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ بادہ پرستی کے بارے میں ان کے اشعار مدحیہ منظومات میں بکھرے ہوئے ہیں جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے مستقبل کے شعرا کو رہنمائی عطا کرتے ہیں۔ اخطل کے دیوان میں قصیدے کی صنف میں بادہ پرستی کے عراقی فلسفہ کا اظہار ملتا ہے، اس نے شراب اور پانی کے موضوعات باہم شیر وشکر کر کے نہایت عمدہ اورفکر انگیز شعری شہ پارے تخلیق کیے۔ اخطل کی شاعری بدویانہ بادہ پرستی کے فلسفے کی خصوصیات کواپنے اندر سموئے ہوئے ہے ان کی بعض ہجویات میں بھی شراب کا ذکر موجود ہے۔ کوفہ کے ایک شاعر حارثہ بن بدرالغدانی کے کلام میں تقریباً ۱۸۰ اشعار بادہ پرستی پر مشتمل ہیں۔ مالک بن اسماء بن خارجہ بھی سبک رواں زبان میں عشق، موسیقی اورشراب کے سرور کے گیت گاتا ہے، جسے عنقریب ''خمریات'' کے لیے مختص کیا جانا تھا۔

ایک خالص عرب کوفی المغیر ہ بن عبداللہ المعروف بہ اقیشر اسدی کا بادہ پرستی کا فلسفہ جاندار، پرزور اور ہمدردانہ ہے۔ اس قسم کے جذبے کو کوفہ کے شاعر محمد بن عبدالرحمٰن کی مختصر اور بے کیف منظومات سے وابستہ کیا جا سکتا ہے۔ گویا پہلی صدی ہجری میں متعدد رجحانات کے ذریعے ایک خوب استحکام یافتہ صنف شعر سے خوب فائدہ اٹھایا گیا، جسے بعد میں بڑے بڑے شاعروں نے زیادہ وسعت بخشی۔ مثال کے طور پر اسی عہد کا ایک شاعر عدی بن زید کہتا ہے:

ودعوا بالصباح یوماً فجاءت — قینة فی یمینها ابریق

قدمته علی عقار کعین الدیک — صفی سلافها الراووق

مُرة قبل مزجها فاذا ما — مزجت لذطعمها من یزوق (۱۵)

(ایک دن انہوں نے صبح کی شراب کے لیے بلایا، پھر ایک باندی اپنے ہاتھ میں آب خورہ لیے ہوئی آئی، اس نے ایسا پیالہ پیش کیا، جو مرغ کی آنکھوں کی طرح صاف وشفاف تھا، جس میں شراب تھی، جو پانی ملانے سے پہلے کڑوی تھی جب اس میں پانی ملا دیا گیا تو چکھنے والے کے لیے اس کا ذائقہ عمدہ ہوگیا)

۳۔ دور بنو عباس

بنو عباس کے دور میں ''خمریات'' کی شاعری اپنے پورے عروج وکمال پر جا پہنچی اور اس دور میں چونکہ عرب وعجم کے مابین تمام فاصلے سمٹ گئے تھے اور خود اسلامی دارالخلافہ عرب وعجم کے تعلقات کا مرکزی مقام بن گیا تھا، اس لیے غیر عربوں خصوصاً اہل فارس کے بادہ نوشی کے تمام لوازمات خمریہ نظموں اور اشعار کا حصہ بن گئے تھے، اس لیے اس دور کی شاعری میں ساقی گری کا تصور ہمیں اپنے عروج وکمال پر نظر آتا ہے۔

اس دور کے نامور شعرا میں مسلم بن ولید کا نام ایسے ''بادہ نواز'' شعرا میں کیا جاتا ہے، جنہوں نے جام وسبو اور ساقی ومغنیہ کی وصف میں نئی نئی جدتیں اختیار کی ہیں۔ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع اس کے متعلق لکھتے ہیں:

''مسلم بن الولید نے قصائد کے علاوہ جن میں متعدد مضمون کے اشعار ملیں گے، کم

سے کم تین نظمیں غزل اور وصف خمر کے مضموں کو ملا کر اس طرح لکھی ہیں کہ اچھے خاصے ساقی بن گئے ہیں''۔(۱۶)

لیکن اس دور میں خمریات کے حوالے سے سب سے زیادہ جس شاعر نے شہرت پائی، وہ ابونواس، الحسن بن ہانی بن عبدالاول الحکمی (۱۴۵/۷۶۲۔۱۹۹/۸۱۵ء) ہے(۱۷) جو عجمی اثرات کے قبول کرنے اور خمریہ مجالس کے اوصاف بیان کرنے میں بڑی حد تک معروف، بلکہ بدنام ہے۔ اس کے متعلق تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے: **ونقله الغزل من اوصاف المؤنث الی اوصاف الذکر**....(۱۸) (اور اس نے غزل میں عورتوں کی بجائے مردوں کے اوصاف کا ذکر شروع کیا)، جسے ادب عربی کی تاریخ میں انتہائی گھناؤنا جرم شمار کیا گیا ہے۔(۱۹)

اسی شاعر نے خمر اور خمریات سے متعلقہ امور کی وصف میں، جن میں ساقی (شراب پلانے والا) اور مغنی مغنیہ بھی شامل ہیں، ایک نیا انداز بیان اختیار کیا اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے شراب کی اس انداز سے تعریف وتوصیف کی ہے۔

لوسمعه الحسنان لهاجرا اليها وعكفا عليها.....(۲۰)

(اگر اسے دونوں حسن(؟) سن لیتے تو اس کی طرف نقل مکانی کر کے چلے آتے اور اس پر جھکے رہتے) اس ضمن میں ابونواس کہتا ہے:

مازلت استل روح الدّن فی لطف   واستقی دمه، من جوف مجروح

حتی انثنیت ولی روحان فی جسدی   والدن مطروح جسماً بلا روح (۲۱)

(میں صراحی کے جسم میں سے مزے مزے لے کر اس کی روح نکالتا (پیتا) رہا، اور میں اس کے مجروح پیٹ سے خون پیتا رہا، یہاں تک کہ میرے جسم میں دو جانیں پڑ گئیں اور صراحی بلا روح کے محض ایک جسم رہ گئی)

اور بادہ نوش کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

ومستطیل علی الصهباء یاکرها   فی فتیه باصطباح الراح حذاق

فکل شیٔ راٰه ظنه قدحا   وکل شخص راٰه ظنه ساقی

(اور میں صبح سویرے منگکے سے ایسے نوجوانوں کے ہمراہ شراب پیتا ہوں، جو بادہ نوشی میں اچھی طرح ماہر ہیں۔وہ جس شے کو دیکھتا ہے اسے پیالہ گمان کرتا ہے اور جس شخص کو وہ دیکھتا ہے ساقی گمان کرتا ہے)

اسی صدی کے شاعر ولید بن یزید کو بادہ پرستی کے جدید فلسفے کا سرپرست تسلیم کیا جاتا ہے۔بشار بن برد کا کلام بھی عاشقانہ رنگ کا حامل ہے تاہم بادہ پرستی کا موضوع اس کے اشعار میں برائے نام شامل ہے۔معروف شعرا کے برعکس کچھ غیر معروف شعرا کا کلام بھی اس صنف شعر کے مطالعہ کے ضمن میں بڑی دلچسپی کا حامل ہے۔بکر بن خارجہ کا کلام مختصر اور بادہ نوشی کے مضامین پر مشتمل ہے۔عمار بن عمرو کی بھی کئی عاشقانہ اور کچھ خمریہ منظومات اپنے عہد کی دلکش تصویر کشی کرتی دکھائی دیتی ہیں۔اس عہد میں کوفہ کے منظر میں ابو دلامہ بھی دکھائی دیتا ہے اس کے خمریہ کلام میں لسانیات کا عمل دخل زیادہ ہے۔حماد عجرد کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ بادہ پرستی کی صنف شعر مدحیہ صنف شعر کی براہِ راست مدمقابل ہے۔ان دونوں شعرا کی شعری تخلیقات نے "خمریہ" کی صنف کی پختگی میں ایک فیصلہ کن کردار ادا کیا۔

ابو الہندی الریاحی بھی ایک جدت پسند شاعر تھا جس نے صرف اور صرف خمریات پر کہا اور لکھا، جس کی وجہ سے الاصفہانی کو یہ کہنا پڑا کہ وہ اسلامی عہد کا پہلا بادہ پرست شاعر تھا۔یہ بات کو درست دکھائی نہیں دیتی تاہم ان کی بادہ پرستی پر مبنی شاعری کے ارتقائی عمل کو سمجھنے میں ضرور مدد دیتی ہے۔احمد بن اسحاق الخارجی کے پچاس صفحات پر مبنی دیوان میں متعدد اشعار بادہ پرستی پر مشتمل ہیں۔بصرہ میں عکاشہ بن الصمد نے بادہ پرستی کی صنف کو مختلف انداز میں اپنایا۔اس کے کلام میں بادہ پرستی کے خوش کن لوازمات کے ساتھ ساتھ بادہ پرستانہ اور عاشقانہ موضوعات کو مربوط کرنے والے عناصر کا مکمل سلسلہ موجود ہے۔

کوفی روایت کو ابو الحسن بن الخلیل نے بھرپور طریقے سے جاری رکھا۔انہوں نے اپنے قصیدوں میں بادہ پرستانہ شاعری کے مضامین کو سمو کر جودت سے عاری کچھ مختصر مگر خوب پختہ منظومات تخلیق کیں جو منظومات کی بجائے خمری گیتوں سے زیادہ مشابہت رکھتی ہیں۔

۴۔صوفیانہ شاعری

اس دور میں صوفیانہ شاعری کا سلسلہ شروع ہوا، اور تصوف میں خمر اور ساقی کو نت نئے معانی پہنائے جانے لگے۔ اب خمر سے مراد عام شراب نہیں، بلکہ شراب محبت اور عشق مراد لیا جانے لگا اور ساقی سے مراد شیخ یا خود اللہ کی ذات مراد لی جانے لگی اور ''رمزیہ'' شاعری نے ان الفاظ کو اعلیٰ ترین جامے پہنا کر ایک نئے مضمون سے آشنا کر دیا اور یوں اشاروں اور کنایوں کے ذریعے معرفت کی باتیں کی جانے لگیں۔

اس کی ابتداء دوسری صدی ہجری ہی میں، یعنی بنو عباس کے دور میں ہوئی، جب رابعہ بصریہ کی منظومات میں اس کی جھلک دکھائی دینے لگی۔

اسی طرح منصور حلاج (۲۴۴ھ/۸۵۷ء۔۳۰۹ھ/۹۲۲ء) کے دیوان میں اسی قسم کی ایک رباعی موجود ہے(۲۲) جس میں انہوں نے اسی قسم کے جذبات واحساسات کا اظہار کیا ہے لیکن اس موضوع کو نامور مصری شاعر ابن الفارض نے منتہائے کمال پر پہنچا دیا جس کا شمار معروف ترین صوفی شعرا میں کیا جاتا ہے نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

شربنا علی ذکر الحبیب مدامة سکرنا بها من قبل ان یخلق الکرم

(ہم نے محبوب کی یاد میں ہمیشہ شراب پی ہے.... اور انگور کی بیل پیدا ہونے سے قبل کئی مرتبہ ہم مدہوش ہوئے)۔

لها البدر کاس وهی شمس یدیرها هلال وکم یبدو اذ طلعت نجم

(اس کے لیے چودھویں کا چاند پیالہ ہے اور وہ سورج ہے، جسے پہلی رات کا چاند گھماتا ہے... اور جب ستارے طلوع ہوجائیں تو وہ کم ہی ظاہر ہوتا ہے)

یقولون لی صفها فانت بوصفها خبیرا جل عندی باوصافها علم

(لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ اس کی تعریف کرو، اس لیے کہ تو اس کی اوصاف کی خبر رکھنے والا ہے، ہاں مجھے اس کی اوصاف کا علم ہے)

☆☆☆☆☆

حوالہ جات وحواشی

(۱) ابن منظور، لسان العرب، مطبوعہ دارالمعارف قاہرہ، بذیل مادہ سقی، نیز دیکھیے، الزبیدی تاج العروس، بذیل مادہ سقی

(۲) القرآن الکریم، یوسف (۱۲/۴۱)

(۳) القرآن الکریم، یوسف (۱۲/۷۱)

(۴) السبع المعلقات، مطبوعہ مکتبہ الحسن، لاہور، قصیدہ لبید، بیت ۵۷۔۵۸، لبید بن ربیعہ بعد ازاں مسلمان ہو گئے اور شاعری سے توبہ کر لی تھی۔

(۵) ایضاً قصیدہ عنترہ بن شداد، ص۷۹

(۶) ایضاً ص ۶۱، قصیدہ عمرو بن کلثوم، بیت ۱۔۲

(۷) شاعر کے مختصر حالات زندگی کے لیے دیکھیے، المفضلیات، تحقیق احمد محمد شاکر، مطبوعہ دارالمعارف قاہرہ (بدون تاریخ) قصیدہ ۹۴، ص ۳۲۷

(۸) المفضلیات، قصیدہ ۱۲۴، ص۴۱۲۔ بیت ۵۔۶ نیز دیکھیے.. متمم بن نویرہ بن حمزہ بن شداد کا قصیدہ... عدد ۹، ص ۴۸، بیت ۲۸۔۳۰۔ حضرت متمم بن نویرہؓ صحابی اور حضرت عمر فاروقؓ کے دوست تھے... دیکھیے المفضلیات، ص۴۸

(۹) المفضلیات، مذکورہ بالا شعرا کے قصائد

(۱۰) دیکھیے اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۸/۶۱۷

(۱۱) دیکھیے ابوحنیفہ الدینوری، الاخبار الطوال، مطبوعہ قاہرہ، ص ۱۱۷... ابن الاثیر، طبع ٹورن برگ، ۵/۱۰۵

(۱۲) المفضلیات، قصیدہ ۲۷، ص ۱۲۵، بیت ۷۹۔۸۱

(۱۳) البخاری: کتاب شرب المساقاۃ، باب بیع الحطب، حدیث ۲۲۷۵، فتح الباری مطبوعہ دارالمعارف قاہرہ، ۵/۴۶، اسے امام ابوداؤد، (کتاب الخراج والامارۃ والفی باب فی تبیان مواضع قسم الغنم) نے بھی روایت کی ہے۔

(۱۴) البخاری: کتاب المغازی، باب حدثنا حنیفہ... اس کے علاوہ یہ روایت الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ مسلم، کتاب الاشربہ (باب لحم تحریم الخمر الشاف) میں بھی مروی ہے۔

15. Gee ben Chickh article Khumriyat, in Encyclopeadei of Islam,Vol, 12,0.997.

(۱۶) دیکھیے شعراء النصرانیہ، مطبوعہ بیروت، ۱۸۹۰، ص ۲۶۷

(۱۷) محمد شفیع لاہوری، میخانہ، مطبوعہ میسرز عطر چند کپور، زیر سنز پبلی کیشنز، انارکلی لاہور، ص ض و غ۔ اس عنوان پر انتہائی مفید اور اہم کتاب ہے۔

(۱۸) حسن الزیات، تاریخ الادب العربی، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص ۱۹۸

19. Encyclopaedia of Islam, Vol.12, p.998.

(۲۰) دیوان، ابونواس، مطبوعہ بیروت

(۲۱) حسن الزیات، تاریخ ادب العربی، مطبوعہ کراچی، ص ۲۵۸، اس عنوان پر مزید معلومات اور استفادہ کے لیے دیکھیے، راقمہ کا پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ اردو میں ساقی نامہ کی روایت۔